بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہ عنایت یہاں بھی وہاں بھی

(سفرنامہ امریکا)

کوکب نورانی اوکاڑوی

پنجاب یونی ورسٹی (دانش گاہ پنجاب) کے مرتب کردہ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" (طبع اول، 1982ء) کے صفحہ 75، جلد 2/14 میں حضرت سیدنا علی (اوسط، زین العابدین) بن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے تحت یہ درج ہے: "ایک یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ان کی نسل میں ایک صاحب امیر کا بن علی بن حمزہ بن موسیٰ بن جعفر ہوئے ہیں جن کا زمانہ چوتھی صدی ہجری کا ہے۔ خیال ہے کہ وہ سیاحت و سفر کرتے کرتے اس سرزمین پر لنگر انداز ہوئے جسے امریکہ کہتے ہیں اور انہی کے نام (امیرکا) پر امریکہ America پڑا۔"

ماہ نومبر کی چوتھی جمعرات کو ریاست ہائے متحدہ شمالی امریکا میں تھینکس گِونگ Thanks giving کا تہوار منایا جاتا ہے۔ وکی پیڈیا (ان سائیکلوپیڈیا) میں اس کی ابتدا بھی درج ہے، تاہم گمان ہے کہ انہی لنگر انداز ہونے والوں نے لمبی مسافت کے بعد ساحل پانے پر بطور شکرانہ قربانی کی ہوگی، تھینکس گِونگ شاید انہی کی یادگار ہے۔ امریکا میں اس دن ٹرکی (مرغ سے کچھ بڑے پرندے) کی قربانی کا رواج ہے۔ (جمعرات، حلال جانور اور قربانی، یہ تینوں اشارے قابل توجہ ہیں)۔

اِن سائیکلوپیڈیا کے مطابق 1507ء میں امریکا نام کا پہلا استعمال ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک جرمن نقشہ ساز نے جنوبی اور شمالی بر اعظم کو ظاہر کرنے کے لیے امریکا کا لفظ چُنا۔ ان خطوں کو کولم بس کے حوالے سے کولمبیا بھی کہا جاتا رہا ہے۔ 12 اکتوبر یا 19 نومبر 1493ء میں کرس ٹوفر کولم بَس اس سرزمین پر مشرقی ساحل کے قریب بہاماز پر اترا تھا۔ مشرقی ساحل کے قریب بہاماز، یہ مقام جنوب مشرقی ساحل پر فلوری ڈا کے قریب واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ پہلا بیرونی شخص تھا جو یہاں آیا۔ کہا گیا ہے کہ اس سے قبل اس سرزمین پر مختلف مقامی قبائل اور الاس کا کے قبائل آباد ہوتے رہے۔ 1492ء سے 1624ء تک مختلف مہم جو یہاں آئے اور ہر ایک نے نو آبادیاں قائم کیں۔ 1760ء سے 1770ء کے دوران امریکی نو آبادیوں اور برطانوی راج کے درمیان کشیدگی، کھلی لڑائی میں بدل گئی۔ 7 جون 1776ء میں بر اعظم کی منعقدہ کانفرنس میں رچرڈ ہنری لی نے قرارداد پیش کی کہ ان متحدہ نو آبادیات کو آزاد اور خود مختار رہنے کا حق حاصل ہے۔ مارچ 1782ء میں برطانوی کابینہ نے امریکا کی خود مختاری کو تسلیم کرلیا۔ 4 جولائی 1776ء میں برطانیا سے آزادی کے بعد سرکاری طور پر اس خطے کو ریاست ہائے متحدہ امریکا پکارا گیا۔ کہا گیا ہے کہ

پانچ صدیاں قبل ساری مشرقی دنیا اس خطے سے بے خبر تھی۔ 1789ء میں جارج واشنگ ٹن امریکا کا صدر منتخب ہوا۔ جب سے اب تک اس ملک میں صدارتی نظام ہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جارج واشنگ ٹن نے عہدہ صدارت چھوڑتے ہوے اپنی قوم کو خبردار کیا تھا کہ کسی غیر ملکی حکومت سے کبھی کوئی مستقل اتحاد نہ قائم کرنا۔ جارج واشنگ ٹن کے لیے یہ قول مشہور ہے کہ ''جنگ میں اول اور امن میں بھی اول اور اپنے ہم وطنوں کے دل میں بھی اول۔''

مشرق میں پئے سی فک Pacific ocean (بحرالکاہل) اور مغرب میں Atlantic ایٹ لان ٹک اوشین (بحراوقیانوس) ہیں ان کے درمیان واقع اس ملک امریکا کے جنوب میں میک سی کو Mexico اور شمال میں کے نے ڈا Canada کے ملک ہیں۔ 37,17,813 مربع میل رقبے والا یہ ملک دنیا کا تیسرا یا چوتھا بڑا ملک شمار ہوتا ہے جس کی آبادی تیس کروڑ سے زائد ہے (30,94,96,800) ۔ زیادہ تر آبادی شمال مشرق کے ساحلوں ہی پر ہے۔ یورپ سے امریکا جانے والی پروازیں اَٹ لان ٹک اوشین سے گزر کر ہی امریکا پہنچتی ہیں اور یہ مسافت تقریباً سات گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔

اس ملک امریکا کے لیے میں نے بہت طویل اور تھکا دینے والے سفر بھی کیے ہیں۔ پاکستان سے امریکا تک ایک طیارے کی مسلسل پرواز کا دورانیہ چودہ گھنٹے ہے۔لیکن میں نے چالیس گھنٹے میں بھی اس سفر کو مکمل کیا ہے۔ایک مرتبہ کراچی سے دبئی دو گھنٹے پرواز کے بعد سات گھنٹے دبئی ایرپورٹ پر اگلی پرواز کے انتظار میں گزارے، دبئی سے لندن تک پرواز کا دورانیہ سات گھنٹے تھا اور وہاں بھی امریکا کی پرواز کے لیے سات گھنٹے انتظار کیا۔لندن سے ڈیٹ رائٹ تک سات گھنٹے کی پرواز رہی اور وہاں تین گھنٹے کے وقفے کے بعد لاس اینجلس تک ساڑھے پانچ گھنٹے کی پرواز تھی۔ یوں لگ بھگ چالیس گھنٹے میں یہ سفر مکمل ہوا۔ ایک کٹھن سفر نشتر پارک میں میلاد کے دن حادثے میں زخمی ہونے کے بعد کیا تھا جو نہیں بھولتا۔وہ کچھ اس طرح تھا کہ مجھے نیند کیے 24 گھنٹے ہو چکے تھے، مدینہ منورہ سے فجر کے بعد جدہ آیا اور مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کیا۔ عمرہ کے بعد عصر تک جدہ پہنچا اور مغرب کے وقت جدہ سے دبئی آیا۔ ایک گھنٹا وقت پیچھے ہو گیا تھا۔ دبئی میں پانچ گھنٹے ٹران زٹ لاؤنج میں گزرے۔ دبئی سے لندن تک سات گھنٹے پرواز ہوئی۔ وہاں تین گھنٹے ٹائم پیچھے ہو گیا۔ تین گھنٹے وہاں انتظار گاہ میں گزرے پھر لاس اینجلس کے لیے دس گھنٹے مسلسل پرواز کی۔ آٹھ گھنٹے ٹائم پیچھے ہوا۔ وہاں سے سین ڈی آ گو تک سفر اگلی شام مغرب تک پورا ہوا۔ دنیا کے لیے 24 گھنٹے کا دن ہوتا ہے اس تاریخ میں میرے لیے وہ ایک دن 36 گھنٹے کا تھا۔تحدیث نعمت کے طور پر عرض گزار ہوں کہ لندن سے لاس اینجلس تک دو اسفار میں ختم قرآن کی سعادت حاصل کی۔ امریکا کے لیے سب سے کم دورانیے کا سفر کراچی سے جدہ اور وہاں سے نیو یارک کے لیے کیا تھا۔ اس سفر میں قدرت کا یہ کرشمہ بھی دیکھا کہ فجر سے کچھ قبل جدہ سے نیو یارک کے لیے پرواز شروع ہوئی، ساڑھے بارہ گھنٹے کے بعد طیارہ جب نیو یارک پہنچا تو اسی فجر کی ساعت تھی۔

پندرہ برس قبل میرے ایک سفرِ امریکا کی کچھ روداد کسی نے ماہ نامہ رضائے مصطفیٰ اور ماہ نامہ کنزالایمان لاہور میں شائع کروائی تھی، خود میں نے اپنے قلم سے اب تک امریکا کے کسی سفر کی روداد نہیں لکھی، میں نے بیش تر سفرنامے لوگوں کی خدمات اور اداروں کے تعارف کے لیے لکھے، امریکا کی پچاس (50) ریاستوں کا میں سفر ہی پورا نہیں کر سکا اور کوششِ بسیار کے باوجود نہ ہی وہاں کے سُنّی علما واحباب اور مراکز کی تفصیلات جمع کر سکا۔ اس لیے اب تک میں نے سفر نامہ بھی نہیں لکھا کیوں کہ صرف اپنا تذکرہ مقصود نہ تھا۔ یہ رودادِ سفر محبِّ عزیز جناب سید منور علی شاہ بخاری کی فرمائش پر لکھ رہا ہوں۔

25 اپریل 2010ء کی صبح گجرات سے واپسی پر جی ٹی روڈ کے ایک پٹرول پمپ پر واقع مسجد میں فجر کی نماز پڑھ کر نکلے تو امریکا کی ریاست نارتھ کیرولائنا سے جناب سید منور علی شاہ بخاری کا فون آیا، انہوں نے جناب تنویر اقبال کا تعارف کروایا کہ انہوں نے سات ایکڑ زمین کا قطعہ حاصل کیا ہے اور اس پر وہ ایک تعلیمی فلاحی مرکز قائم کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ان کی خواہش کہ "مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)" سے اس ادارے کا الحاق ہو اور اس مرکز میں بنائی جانے والی مسجد کا نام بھی گل زارِ حبیب رکھا جائے، اس کے جملہ امور کی ترتیب کے لیے وہ مجھے مدعو کرنا چاہتے ہیں۔ سید منور علی شاہ بخاری سے ٹیلے فون پر ایک عرصے سے رابطہ ہے مگر ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ماہ نامہ جہانِ رضا، لاہور کے مدیرِ اعلیٰ یادگارِ اسلاف حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اکثر ان کا ذکر فرماتے اور بتاتے کہ سید منور علی شاہ بخاری صالح نوجوان ہے اور تم سے بہت محبت وعقیدت رکھتا ہے۔ منور شاہ صاحب کے کچھ خطوط بھی جہانِ رضا میں شائع ہوئے۔ دو برس پہلے انہوں نے علمائے اہلِ سنّت کی تقاریر کی ویب سائٹ بھی انٹرنیٹ پر "سُنّی اِسپی چز" (www:sunnispeeches.com) کے نام سے بنائی۔

سید منور علی شاہ صاحب بخاری کو میں نے بتایا کہ دسمبر 2009ء میں میرے پاس پورٹ پر ثبت امریکی ویزے کی معیاد ختم ہو چکی ہے اور موجودہ حالات میں ادھر رُخ کرنے کا خیال بھی نہیں تھا مگر ویزا کے لیے رابطہ کرتا ہوں، اگر مل گیا تو اس کارِ خیر کے لیے ضرور آؤں گا۔ ماہ مئی کے وسط میں ویزا مل گیا تو انہیں آگاہ کر دیا مگر ساتھ ہی بتا دیا کہ ایک ہفتے سے زیادہ امریکا میں قیام نہیں کر سکوں گا کیوں کہ یکم جولائی 2010ء کو حضرت والد صاحب علیہ الرحمہ کا 27واں سالانہ عرس مبارک ہے، مجھے اس کے انتظامات کے لیے یہاں پہنچنا ہے، علاوہ ازیں برسوں بعد میں نے اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدس کی تزئین وتکمیل کے لیے کام کا آغاز کیا ہے، سیمنٹ سے خطّاطی اور گل کاری کے اس کام میں نگرانی کے لیے بھی میری موجودی ضروری ہے۔ مزید برآں کچھ گھریلو مجبوریاں بھی ہیں۔ تنویر اقبال صاحب سے بھی فون پر بات ہوتی رہی۔ انہوں نے 5 جون کو ہائی پوائنٹ میں فنڈ ریزنگ ڈنر کا اعلان کر دیا۔

29 مئی کو علی الصبح پی آئی اے کے طیارے میں کراچی سے براستہ لاہور پرواز کرتے ہوئے برطانیہ کے شہر مان

چس ٹر پہنچا۔ لاہور میں اس روز درجہ حرارت 45 ڈگری تھا جب کہ مان چس ٹر میں صرف 10 ڈگری تھا اور بارش ہو رہی تھی۔ بے رِس ٹر محمد ذی شان صاحب نے استقبال کیا، وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ اس شہر میں سبھی کو میری آمد کا علم ہو چکا تھا ۔الحاج شیخ محمد سرور صاحب میرے ماموں ہوتے ہیں۔ان کے فرزند نسبتی اور بھانجے الحاج شیخ محمد عرفان کے ہاں اسی شام عشائیہ تھا، ان کی اہلیہ نے بہت لذیذ اور عمدہ کھانے پکائے تھے۔ عرفان میاں کے کم سن فرزند اس روز مولانا محمد شاکر نوری کے منعقدہ اجتماع میں گئے ہوئے تھے۔مغرب کی نماز وہاں ساڑھے نو بجے ہوئی۔ برطانیا میں یہ موسم بڑے دن اور چھوٹی راتوں کا ہوتا ہے۔عرفان صاحب صبح ہی سے اصرار کر رہے تھے کہ وہاں خطاب کا وقت دوں، ان سے کہا کہ شام کو بات ہوگی۔ برطانیا میں دو دن قیام صرف اس لیے رکھا تھا کہ قرابت داروں اور دوستوں سے ملاقات کروں گا ۔عرفان صاحب وہاں مفکر اسلام حضرت مولانا قمر الزماں اعظمی کی مسجد کی انتظامیہ میں ہیں ان کے بڑے بھائی الحاج شیخ محمد نعیم نقش بندی یہاں کراچی میں گل زار حبیب ٹرسٹ کے رکن ہیں۔ان کے ایک بھائی فیض احمد ندیم فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ تینوں بھائی نیک اور دین دار ہیں اور فخرِ نقش بند حضرت قبلہ بابا جی پیر سید محمد علی شاہ بخاری آف حضرت کرماں والا علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ نقش بندیہ میں بیعت ہیں۔ علما و مشائخ سے وابستہ رہتے ہیں۔ 31 مئی کو مغرب کے بعد کا وعدہ لے کر ہی بھائی عرفان صاحب راضی ہوئے۔ بے رِس ٹر ذی شان صاحب کے ہاں خاموشی سے قیام کا خواب پورا نہ ہو سکا۔ بلیک برن سے صاحب زادہ پیر ریاض احمد صاحب اسلمی اور بریڈ فورڈ سے حضرت الحاج پیر معروف حسین شاہ صاحب سے ٹیلے فون پر رابطہ ہوا۔ یہ بھی حیرت کر رہے تھے کہ صرف دو دن کے لیے آنا کیسا؟ ٹی وی چینلز والوں نے گھیرنا چاہا مگر معذرت کر لی کہ اتنا وقت نہیں ہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد گل رحمٰن خان، مولانا غلام رسول آف چک سواری، صاحب زادہ الحاج محبوب الرحمٰن، صاحب زادہ مطلوب الرحمٰن اور الحاج حافظ سعید احمد مکی سے ملاقات کے لیے اگلے روز برمنگھم گیا۔ راجا ظہیر اور سید رضی صاحب کے ساتھ حافظ سعید صاحب خود مجھے لینے آئے تھے، ان کے ہاں اسی ہفتے دوسرے بیٹے کی ولادت ہوئی تھی۔ چشتیاں شریف میں میری والدہ محترمہ کے چچا زاد بھائی حافظ شیخ ظہور احمد انجینئر کی دختر کا بیاہ لندن میں ہوا ہے، اس بہن کا اصرار تھا کہ اسے ضرور ملوں، وطن سے اس کے پاس کوئی نہیں آتا۔ چند ماہ پہلے زمستان (موسم سرما) میں برطانیا میں برف باری ہوئی تھی جس سے سڑکیں بہت خستہ حال تھیں، نہیں معلوم کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود سڑکوں کی مرمت کیوں نہیں کی گئی تھی؟ گزشتہ پانچ برس سے دیکھ رہا ہوں کہ برطانیا اور اب امریکا اور دیگر ممالک میں بھی ٹم ٹم (Tom Tom) کا استعمال عام ہے۔ جہاں کہیں آپ نے جانا ہو، پتا اور کوڈ اس پر ٹائپ کریں، یہ آلہ پورے راستے کی رہ نمائی کرتا ہے اور آواز سے بھی ہدایات دیتا ہے ۔

برمنگھم سے اگلی صبح بے رِس ٹر ذی شان صاحب کے ساتھ لندن گیا اور اسی شام عصر کے بعد واپس مان چس ٹر آیا

۔مغرب کے وقت مسجد پہنچے۔مولانا ارشد مصباحی،حضرت مولانا محمد حنیف،الحاج شیخ فقیر محمد،شیخ محمد بلال اور بھائی محمد سلیم نے استقبال کیا۔نماز مغرب مسجد میں باجماعت پڑھائی اور خطاب شروع کیا۔تشہیر نہیں ہوئی تھی مگر مسجد کا اندرونی ہال بھرا ہوا تھا۔احباب نے اتنی دل چسپی اور محبت سے سنا کہ خطاب کا دورانیہ بڑھا دیا اور عشاء کی نماز ایک گھنٹا وقت مقررہ سے تاخیر کر کے ادا کی۔نماز کے بعد ماموں شیخ محمد سرور کے ہاں عشائیہ تھا۔انہوں نے میرے لیے دیسی مرغ تلاش کر کے پکایا تھا۔حضرت مولانا قمر الزماں خاں اس شام لیسٹر میں مدعو تھے وہ بھی پروگرام کے بعد وہاں تشریف لے آئے۔شب دو بجے تک وہاں نشست رہی۔مجھے بہت خوشی ہوئی کہ وہاں ایک صاحب نے عربی میں اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں عربی میں کتاب طبع کرا کے مفت تقسیم کی۔مجھے یے رِس ٹر ذی شان صاحب کا خیال تھا کہ وہ دن بھر میرے ساتھ سفر کرتے رہے تھے اور صبح انہوں نے ڈیوٹی پر جانا تھا۔گھر والوں کے ساتھ کوئی گفتگو نہ ہو سکی۔شب ڈھائی بجے وہاں ان دنوں فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔اگلی صبح ماموں شیخ محمد سرور اور عرفان میاں مجھے ایرپورٹ پہنچانے آئے۔بارش اور خنکی کا یہ موسم بہت اچھا لگ رہا تھا۔پی آئی اے کے کاؤنٹر پر کوئی ذمہ دار آفیسر نہیں تھا۔مسافروں کی کوئی قطار بھی نہیں تھی کہ تاخیر کی جاتی مگر کاؤنٹر پر موجود خاتون عملے ہی کے ایک فرد سے دیر تک بات کرتی رہیں۔بالآخر انہوں نے میرا سامان جمع کیا اور ساتھ ہی بتا دیا کہ پرواز دو گھنٹے تاخیر سے جائے گی۔اپنے وقت مقررہ سے تین گھنٹے تاخیر سے ظہر کے بعد روانہ ہو کر جب طیارہ سات گھنٹے پرواز کر کے نیو یارک پہنچا تو وہاں عصر کا وقت ہو رہا تھا۔

نیو یارک سٹی امریکا کا سب سے بڑا شہر ہے۔جان ایف کے نے ڈی کے نام سے یہ نیو یارک کا بہت بڑا ایرپورٹ ہے۔طیارے کے دروازے پر پی آئی اے کے جناب قیصر رضا ملے وہ کبھی کراچی ایرپورٹ پر ہوا کرتے تھے۔بہت لمبی راہ داری طے کر کے ایمی گریشن کاؤنٹر تک پہنچا۔خلاف توقع کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوئی اور دخول کی مہر ثبت ہو گئی۔حضرت علامہ ڈاکٹر غفران علی صدیقی اپنے فرزند ڈاکٹر عثمان کے ساتھ استقبال کو تشریف لائے۔اس دوران ایرپورٹ پر موجود پاکستانی مجھے پہچان کر محبت سے ملتے رہے۔ڈاکٹر غفران صاحب ایرپورٹ سے المدنی مسجد لے گئے جہاں نماز عصر ادا کی اور وہاں سے نیو جرسی ان کی قیام گاہ پہنچ کر نماز مغرب ادا کی۔ڈاکٹر غفران صاحب ہر وقت عمامہ باندھے رہتے ہیں۔وہ محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد صاحب حامدی (رحمۃ اللّٰہ علیہ) آف فیصل آباد کے تلامذہ میں سے ہیں۔امریکا ہی میں میڈی کل ڈاکٹر بنے اور مسلکی تصلب میں اپنی مثال آپ ہیں۔بہت سادہ اور خندہ رُو شخصیت ہیں۔تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ ان کے پھوپھا تھے۔1997ء کے بعد ایک بار پھر ان کے ہاں مہمان ہوا،ان کی اہلیہ محترمہ نے بہت لذیذ بریانی تیار کی ہوئی تھی۔دیر تک ان سے دینی علمی مسائل پر گفتگو ہوئی۔شب گیارہ بجے وہ ڈیوٹی پر تشریف لے گئے اور ڈاکٹر محمد عثمان علی صبح تک مجھے امریکا میں آنے اور رہنے والے اہلِ سنّت

علما و مشائخ اور دینی سرگرمیوں کا احوال سناتے رہے۔ انہیں اپنے مرشد گرامی حضرت الحاج صاحب زادہ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر سے والہانہ محبت ہے اور حضرت بھی ان پر بہت شفقت فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر عثمان پنجابی نہ ہونے کے باوجود روانی سے پنجابی بولتے ہیں، بہت ذہین اور نیک نوجوان ہیں، اپنے والد محترم کے ساتھ باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں۔ مسلکِ حق کے لیے بہت مخلص اور مستعد نوجوان ہیں۔ میرے والدِ گرامی علیہ الرحمہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں اور مجھ گناہ گار پر بہت مہربان ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے صاحب زادہ محمد معین الدین صاحب نے اگلے روز میرے اعزاز میں استقبالیہ عشائیے کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ جرسی سٹی میں ایک تاریخی عمارت جو 1920ء میں چرچ (گرجا گھر) تھی پھر یہودیوں کا معبد (ثنا گاگ) ہوئی اب وہ مسلمانوں نے خرید لی ہے اور حضرت صاحب زادہ قاضی پیر فضل رسول حیدر صاحب نے اسے "سنّی رضوی مسجد" بنا دیا ہے۔ حضرت جب کبھی امریکا تشریف لے جاتے ہیں وہیں قیام فرماتے ہیں۔ صاحب زادہ معین صاحب نے کچھ خاص احباب کو مدعو کیا تھا، پندرہ سولہ تو علمائے کرام تھے ان میں کچھ حضرات سے مدت بعد ملاقات ہو رہی تھی۔ سبھی نے بہت عزت افزائی کی۔ پاکستانی افراد گھروں میں فون کر کے بتا رہے تھے کہ وہ مجھے Live یعنی ٹی وی اس کرین پر نہیں بلکہ رُوبرو دیکھ رہے ہیں۔ حضرت مولانا حافظ غلام یاسین رضوی نے عقیدت و محبت سے میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کا تذکرہ کیا اور مجھے دعوت خطاب دی۔ میرے بہت مختصر خطاب کو علما و احباب نے بہت سراہا۔ عشاء سے قبل پُر تکلف طعام کا اہتمام تھا۔ نماز کے بعد لائبریری اور مسجد کی سہ منزلہ عمارت دیکھی۔ ڈاکٹر چودھری محمد رفیق صاحب تفصیلات بتا رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے فرزندان کو دینی علوم سے بھی آراستہ کیا ہے، وہ دینی خدمات کے حوالے سے نمایاں ہیں۔ احباب نے مجھے گھیرا ہوا تھا اور سبھی وقت چاہ رہے تھے، ان کا اصرار اس قدر تھا کہ جلد دوبارہ آنے کا وعدہ کرنا پڑا۔ اس عشائیے میں میری ملاقات مولانا محمد عبدالغنی سے ہوئی۔ آسانی سے اردو بول لینے والے یہ امریکی نژاد نوجوان ہیں۔ دینِ اسلام قبول کر کے عالم دین بنے ہیں اور حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی تحریر کی ہوئی تفسیر نور العرفان اور جاء الحق کا انگریزی ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ ان سے عرض کی کہ وہ مجھے کچھ وقت دیں۔ چناں چہ وہ اسی وقت ساتھ چل پڑے۔ حیدر آباد دکن کی خاتون سے شادی کر کے انہوں نے اردو سیکھی اور متصلب سنّی ہیں۔ ایک گھنٹا ان سے بہت مفید گفتگو ہوئی۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔

نیویارک کی شاہ راہوں سے گزرتے ہوئے میں اس شہر کے اثرات کو سوچتا رہا۔ وہ دو جڑواں عمارتیں "ٹوین ٹاورز" اسی شہر میں ڈھا کر دنیا بھر میں جارج بش نے دہشت گردی کی آگ بھڑکائی اور پوری دنیا کو مقتل بنا دیا۔ سنا ہے کہ ایک رفاعی بزرگ اس جگہ مسجد تعمیر کریں گے۔ دریائے ہڈسن کے کنارے یہ شہر اپنے مضافات سمیت 468.9 مربع میل رقبے پر پھیلا ہوا ہے جس میں 35 فی صد علاقہ پانی نے گھیرا ہوا ہے۔ آبادی ایک کروڑ 95 لاکھ بتائی جاتی

ہے۔ یہ شہر تین جزیروں اور پانچ گنجان علاقوں پر مشتمل ہے اور یہ علاقے از خود ایک شہر کی طرح ہیں۔ اس شہر کو بگ ایپل بھی کہا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کا صدر دفتر اور بلند و بالا عمارتیں بھی اس شہر کی خاصیت ہیں۔ اِم پائر اس ٹیٹ بلڈنگ 1250 فٹ بلند ہے۔ امریکا کے شمال مشرق میں یہ شہر 1726ء سے تا حال ہر لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتا ہے۔

امریکی آئین کے بارے میں عرض کروں کہ ریاست ہائے متحدہ امریکا کا آئین مرتب کرنے والا شخص، تھا مَس جے فرسن تھا، اس کا سنگی مجسمہ امریکا کے دارالحکومت واشنگٹن ڈی سی میں نصب کیا گیا ہے۔ 1776ء میں اس کے ڈیک لے رے شن میں سے درج کچھ جملے یہاں نقل کر رہا ہوں۔ وہ کہتا ہے: ''ہم اس سچائی کو واضح حقیقت سمجھتے ہیں کہ تمام انسان برابر بنائے گئے ہیں اور ان کو تخلیق کرنے والے نے ان کو کچھ نا قابل تردید حقوق سے نوازا ہے، ان میں سے یہ نمایاں ہیں: زندگی، آزادی اور خوشی کی جستجو۔'' اِن سائیکلو پیڈیا کہتا ہے کہ اس قول کو انگریزی زبان کے بہترین جملوں میں سے ایک مانا گیا ہے اور اس عبارت کو انسانی اخلاقی حقوق کے فروغ اور اظہار کے لیے مفید پایا گیا، امریکا کو اس کے لیے بہت کوشش کرنی چاہیے۔ تھامس جے فرسن مذہبی آزادی کو انسان کا فطری حق تسلیم کرتا ہے اور واضح طور پر کہتا ہے کہ ''کوئی بھی قانون یا آئین اس حق کو ختم کرے یا اس پر کوئی پابندی لگائے تو وہ قانون غیر فطری ہوگا۔ وہ واضح کرتا ہے کہ عبادات مذہبی فرائض ہیں اور ہر مذہبی معاشرے کو اپنے بنیادی عقائد و عبادات پر کاربند رہنے کا حق حاصل ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ایک ایسے شخص کو اُکسانا کہ وہ مالی معاونت کرے اس نظریے یا عقیدے کے فروغ کے لیے جسے وہ نہیں مانتا یا ناپسند کرتا ہے تو یہ شدید گناہ اور جبر ہے۔'' تفصیل کے لیے دیکھیے

1: http://etext.virginia.edu/jefferson/quotations/jeff1650,

2:http://en.wikipedia.org/wiki/united_states_declaration_of_independence#text

اس رات بھی فجر تک ڈاکٹر عثمان سے باتیں ہوتی رہیں۔ اگلی صبح ڈاکٹر غفران صاحب کو اپنے دانتوں میں تکلیف کی وجہ سے ''مَین ہے ٹن'' کے علاقے میں ایک طبیب سے ملنا تھا اور مجھے ایر پورٹ پہنچنا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو پہنچاتے ہوئے نیو یارک کی خاصی سیر ہوگئی۔ ڈاکٹر عثمان مجھے ایر پورٹ لے گئے تو وہاں محترم ڈاکٹر رفیق صاحب کے فرزند چودھری عمر صاحب الوداع کہنے آئے اور کچھ دیر ضروری مشاورت کرتے رہے۔ امریکا میں ایک تو ہوائی سفر بہت مہنگا ہے اس پر طرہ یہ کہ اب وہاں سامان کا کرایہ الگ وصول کیا جاتا ہے۔ سامان رکھنے کے لیے ٹرالی بھی مفت فراہم نہیں کی جاتی۔ بڑے بڑے اسٹورز میں عملہ بہت کم رہ گیا ہے، ڈاؤن سائزنگ بہت ہو رہی ہے، ہر شاپنگ مال میں اب پہلے کی طرح گہما گہمی نہیں رہی۔ اپنی ہی غلط پالیسیوں کی وجہ سے امریکا کو شدید مالی اور معاشی بحران کا سامنا ہے مگر مزاج ہے کہ بدلنے کا نام نہیں لیتا۔ نیو یارک سے گرینس بورو (نارتھ کیرولائنا) کے لیے یو ایس ایر کی پرواز ڈیڑھ گھنٹے

میں پوری ہوئی۔ 100 اضلاع پر مشتمل شمالی کے رولائنا کی آبادی 93,80,884 ہے اور اس کا بڑا شہر شارلٹ ہے۔ فَرنی چَر کے حوالے سے عالمی شہرت رکھنے والا یہ علاقہ امریکا کی ابتدائی نو آبادیوں میں سے ہے۔ اس ریاست کا رقبہ 53,865 مربع میل ہے۔ سیاحت کے حوالے سے امریکا میں اس کا چھٹے نمبر پر شمار ہوتا ہے۔

جناب تنویر اقبال مع رفقا میرے استقبال کو موجود تھے۔ ایرپورٹ سے ہائی پوائنٹ شہر کے لیے روانہ ہوے۔ یہ کشادہ علاقہ خاصا پُرسکون تھا۔ نیویارک والا ہجوم اور شور و غل یہاں نہیں تھا البتہ موسم یہاں کا خاصا گرم تھا۔ تنویر اقبال صاحب نے اپنے گھر جاتے ہوے وہ زمین دکھائی جو انھوں نے سینٹر بنانے کے لیے حاصل کی ہے۔ گھر پہنچے تو تنویر صاحب کے اہل خانہ نے بہت محبت سے پذیرائی کی، ان کی والدہ محترمہ بھی تشریف لائیں۔ تنویر صاحب کی اہلیہ محترمہ امریکی خاتون ہیں، ہندکو زبان روانی سے بولتی ہیں۔ پاکستانی لباس پہنتی ہیں اور امریکی ہو کر بھی دیہاتی انداز واطوار خوشی سے اپنائے ہوے ہیں اور سچی مسلمان ہیں۔ تنویر صاحب نے اپنی خواب گاہ میں مجھے ٹھہرایا۔ ان کے گھر احباب کا ہجوم ہو گیا۔ یکے بعد دیگرے گویا پورا شہر مجھے دیکھنے اور ملنے امڈ آیا۔ تنویر صاحب بہت خوش تھے کہ ان کے گھر میں اتنی رونق ہوئی۔ تنویر صاحب کا سارا گھرانہ اپنے بچپن میں کراچی میں میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کے خطابات سنتا رہا ہے اور انہیں وہ مناظر یاد ہیں۔ فون آتے رہے، سین ڈی آگو سے جناب غلام فاروق رحمانی، لاس اینجلس سے الحاج فاروق احمد تار، ہیوس ٹن سے جناب اسد صدیقی، شکاگو سے جناب لئیق بیگ بھی چاہ رہے تھے کہ ایک ایک دن ہی انہیں دے دیئے جاتے مگر سبھی سے معافی چاہی کہ اس سفر میں قیام زیادہ نہیں کر سکتا۔ عصر کے بعد جناب سید منور علی شاہ بخاری تشریف لائے وہ اپنی ملازمت کی وجہ سے ایرپورٹ نہیں پہنچ سکے تھے۔ تنویر صاحب نے سب کو کھانا کھلایا۔ سید قدیر شاہ، سید حفیظ شاہ، جناب ابراہیم خاں سابق پولیس انسپکٹر کراچی، ارشد خاں، خالد اقبال صغیر احمد، طارق اقبال قمر الزماں، حنیف ملک، چنگیز خان، سید بسم اللہ شاہ، خورشید اقبال، سید بلال شاہ، سید نزاکت شاہ محمد الیاس، سید مختار شاہ، مجید شاہ...... میں سب کے نام یاد بھی نہ رکھ سکا۔ سید منور علی شاہ بخاری پاکستان میں بارہ زئی شریف (ہری پور ہزارہ) کے باشندے ہیں اور یہ جملہ افراد غازی اور اس کے قرب و جوار کے رہنے والے ہیں۔ بھارت کے نوجوان فاضل مولانا منظر الاسلام از ہری اور پنجاب کے مولانا محمد رمضان بھی خاصی مسافت طے کر کے ملنے آے۔ جناب علامہ خوش تر نورانی کے ماہ نامہ جامِ نور، دہلی میں ان کی تحریر دیکھی تھی۔ بہار سے تعلق رکھنے والے یہ فاضلِ از ہر بہت محبت سے ملے۔ وہ تین برس ہائی پوائنٹ میں رہ چکے ہیں۔ رات بھر ان سب سے بہت اہم گفتگو ہوئی۔

اگلے دن ہائی پوائنٹ کی مسجد میں جمعہ ادا کرنے گئے۔ حاجی سلطان صاحب، میجر جمیل صاحب، شراکت صاحب اور نمازیوں نے پذیرائی کی۔ کراچی سے مولانا محبوب رضا صاحب حال ہی میں یہاں امام و خطیب کے طور پر بلائے گئے ہیں۔ جمعہ میں مختصر خطاب کیا اور نماز پڑھائی۔ یہاں محمد رفیق صاحب بھی ملے وہ آستانہ عالیہ گولڑا شریف

سے وابستہ ہیں اور علم وادب کا خاصا ذوق رکھتے ہیں۔ تمام حاضرین بہت خوش ہوے۔ چار دنوں میں اس تعلیمی مرکز میں تعلیم وتدریس، قواعد وضوابط اور تعمیر وترتیب کے حوالے سے ساری ساری رات مشاورت ہوتی رہی۔ سید قدیر شاہ، طارق اقبال اور محمد رفیق صاحب کے ہاں طعام کی دعوتیں ہوئیں۔ سالٹ لیک سٹی میں چودھری عبدالجلیل صاحب کے ہاں بھی جانا ہوا۔ وہ حلال گوشت فراہم کرنے میں جو خدمت کر رہے ہیں وہ قابل قدر ہے۔ علما ومشائخ کی پذیرائی بھی کرتے ہیں اور دینی حوالے سے معاون رہتے ہیں۔ ہفتہ کی سہ پہر 4 بجے وائی ایم سی اے ہال میں وہ اجتماع ہوا جس کے لیے مدعو کیا گیا تھا۔ خیال تھا کہ یہ اجتماع 9 بجے شب تک ہوگا مگر بارہ بجے شب تک جاری رہا اور بفضلہ تعالیٰ بہت کام یاب ہوا۔ مولانا قاری فضل رسول چشتی، مولانا قاری مقصود احمد، مولانا سید اولادِ رسول قدسی، ثناخواں جناب نور محمد جرال، مولانا منظر الاسلام ازہری، مولانا محمد رمضان شریک ہوے۔ مولانا فضل رسول چشتی اپنے ساتھ نبی پاک ﷺ کا موے مبارک لاے تھے۔ حاضرین نے بہت محبت واحترام سے اس کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حضرات و خواتین کی خاصی تعداد شریک ہوئی۔ علما اور نعت خوانوں نے خود کو ملنے والے تمام نذرانے بھی اس تعلیمی مرکز کے لیے ہدیہ کر دیئے۔ شرکاء نے خوش دلی سے عطیات دیئے۔ مولانا قاری مقصود احمد صاحب نے مجھ گناہ گار کے لیے کچھ زیادہ ہی محبت وعقیدت کا اظہار کیا۔ سامعین نے اتنا وقت گزر جانے کے بعد بھی مجھے بہت شوق سے سنا اور خوش ہوے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں یقین ہی نہیں آ رہا کہ اس تعلیمی مرکز کے لیے میں خود اتنی دُور آیا ہوں۔ پروگرام تمام ہونے پر منتظمین نے طعام کے بعد خود ہی ہال کی صفائی کی کیوں کہ وہاں آپ کو اسی شرط پر ہال دیا جاتا ہے کہ ہال صاف ستھرا چھوڑا جاے ورنہ دوبارہ آپ کو وہ ہال نہیں مل سکتا۔ تمام مہمان جناب تنویر اقبال کے ہاں جمع ہوے اور کچھ دیر تبادلہ خیال کے بعد انہیں ایئر پورٹ پہنچایا گیا۔ مولانا سید اولادِ رسول قدسی، اردو اور انگریزی میں خطاب کرتے ہیں، انگریزی اور اردو زبان وادب میں ایم اے ہیں۔ خوش نما طباعت سے مزین اپنا چھٹا نعتیہ دیوان انہوں نے مجھے عطا کیا۔ (اس سفرنامے کا عنوان اسی مجموعے کا ایک مصرع ہے)۔ سید منور علی شاہ بخاری اور تنویر اقبال اپنی نیند بھی پوری نہیں کر پا رہے تھے۔ ہائی پوائنٹ سے جس شام میری روانگی تھی اس روز سید منور علی شاہ بخاری کے ہاں گیا۔ انہوں نے پاک وہند سے جو ہزاروں کتب اپنی ذاتی لائبریری میں جمع کی ہوئی تھیں انہیں دیکھ کر ان کے جذبہ ولگن کا اندازہ ہوا۔ وہ بتا رہے تھے کہ وہ درس کی مجلسیں بھی کرتے ہیں۔ حضرت پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی اور بھارت کے جناب محمد زبیر قادری کا ذکر ہوتا رہا، اسی لمحے برہان شریف اٹک سے سید صابر شاہ صاحب کا فون آیا۔ منور شاہ صاحب کا دنیا بھر میں رابطہ رہتا ہے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خاصا وقت فون پر گفتگو میں گزارتے ہیں۔ ان کے ماموں سید بسم اللّٰہ شاہ امریکا میں رہتے تھے۔ اپنی ماموں زاد سے نکاح کے بعد سید منور شاہ بھی امریکا پہنچ گئے۔ سید منور علی شاہ بخاری پہلے کیلیفورنیا کی ریاست میں رہے ہیں اور وہاں بھی مسلکی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ وہ وہاں جانے پہچانے متحرک

مستعد اور مخلص نوجوان ہیں۔ مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ دل سے ان کے لیے دعائیں نکلیں۔ تنویر صاحب اور منور شاہ صاحب کے ساتھ حاجی سلطان صاحب کے فرزند کی عیادت کے لیے ہم ان کے گھر بھی گئے۔ حاجی سلطان صاحب ہائی پوائنٹ کی مسجد کمیٹی کے سربراہ ہیں۔ تنویر اقبال صاحب کے ہاں اس شام ایک بار پھر سبھی جمع ہو گئے تھے۔ سالٹ سٹی سے چودہری عبدالجلیل صاحب بھی آے۔ ان سب نے بچشم نم مجھے الوداع کہا۔

کتنی برکت ہے میرے پیارے نبی پاک ﷺ کے ذکر مبارک کی، کہاں کراچی اور کہاں امریکا۔ یہ ان کا کرم ہی ہے جو دنیا بھر میں لیے پھرتا ہے۔ اتنی اپنائیت اور محبت سے لوگ ملتے ہیں، عزت افزائی کرتے ہیں۔ تنویر صاحب کہہ رہے تھے کہ ان کی والدہ محترمہ میری روانگی پر روتی رہیں۔ سید منور علی بخاری کہہ رہے تھے کہ میرے جانے پر ان کے بھائی اور گھر والے بھی کہہ رہے تھے کہ ان کا دل بجھا جا رہا ہے۔ یعنی میں وہ مسافر یا مہمان نہیں تھا کہ کسی کو میرے جانے کا انتظار ہوتا بلکہ ان سب کا کہنا تھا کہ انہیں میرے پھر وہاں آنے کا انتظار رہے گا

لگی ہے غلاموں پہ آقا کی ہر دم
نگاہِ عنایت یہاں بھی وہاں بھی

☆☆☆☆☆